(۲۹)

کامیاب خوددار دنیاوی زندگی کا راستہ

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

گفتگو کی وجوہات

(۱)۔ فی زمانہ(جدید دور) میں زندگی کے تقاضے بہت مختلف ہوچکے ہیں۔ماضی بعید (Old Age)میں زندگی بہت آسان تھی۔صرف بنیادی ضروریات:روٹی کپڑا امکان تک محدود رہ کر انتہائی سادگی سے جس علاقے میں پیدائش ہوئی،وہیں بڑی آسانی سے زندگی بسر ہوجاتی تھی۔جبکہ فی زمانہ اشیاء(Comodities/Materialism) کے فتنے نے زندگی مشکل بنا دی ہے،جن سے مکمل کنارہ کشی بھی ممکن نہیں۔آج قریباً آمدن کی اسی فیصد(80%) رقم ان چیزوں پر خرچ ہوجاتی ہے جن کا ماضی بعید میں وجود تک نہ تھا۔اسلئے اب دنیا میں جینے کیلئے ماضی کی نسبت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

(۲)۔ضروریات سے کنارہ کشی بھی ممکن نہیں اور عصر حاضر کی ضروریات بھی بہت مختلف ہوچکی ہیں۔جیسے:ملکی سطح پر جدید ٹیکنالوجی:جہاز،گاڑیاں،کمپیوٹر،موبائلز،ریڈیو،ٹی وی،انٹرنیٹ، اسلحہ.....ضرورت بن چکی ہے۔لہٰذا ان سے منہ موڑ کے جیا نہیں جاسکتا۔

(۳)۔اگلی بات یہ ہے کہ:مسلمان بالعموم اور ہمارا پیارا وطن پاکستان بالخصوص بری طرح سے زوال پذیر ہے۔قرضوں کے بوجھ تلے ملک یرغمال بنتا جارہا ہے،حتٰی کہ کافر اپنی پالیسیاں نافذ کرنے پر مصر ہیں۔ان حالات میں دین کی روشنی میں اس ذلت سے چھٹکارہ پانے کی سبیل کو واضح کرنا ضروری ہے۔

(۴)۔قرآن مجید نے دنیوی بھلائی کی تردید(Condemn)نہیں کی ، بلکہ دنیا میں غرق ہو کر،سارا وقت،ساری توانائیاں محض دنیا بنانے میں صرف کرکے اخروی تقاضوں (دین سیکھنے بالخصوص قرآن فہمی،عبادات،اخلاقیات ومعاملات،دعوت دین اور انفاق....)کو نظر انداز کرکے دنیا پرست ہوجانے پر دنیا کی مذمت کی ہے۔نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ دعا تھی:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾

(البقرہ:201:2)

''اے ہمارے رب ہمیں عطا کر دنیا کی بھلائی اور عطا فرما آخرت کی بھلائی اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے۔''

اسی طرح آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

(اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھاو اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الآخرہ) (مسند احمد، صحیح ابن حبان، متدرک حاکم)

''اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما، اور بچا ہمیں دنیا کی ذلت سے اور آخرت کے عذاب سے۔''

اگلی اہم بات یہ ہے کہ جب دنیا میں محنت کا مقصد محض ''ذاتیات'' کی بجائے ''خدمتِ خلق'' ہو جائے تو وہ کام ویسے ہی عبادت بن جاتا ہے۔ تاہم یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو چیزیں اس تحریر میں واضح کی جارہی ہیں یہ زندگی کی غایت اور مقصد نہیں بلکہ ضرورت ہیں، زندگی کا مقصد تو ''عبادت'' یعنی اللہ کے حکم پر قائم رہ کر زندگی بسر کرنا ہے۔ تاہم ان میں بھی ایمان اور ایمان کے ضروری تقاضوں کی پاسداری کا حق ادا کرنے پر، نیت اگر خاندان، ملک وقوم کی خدمت وفلاح ہو جائے، تو دنیا کیلئے کی گئی یہ محنت بھی باعث اجر اور عبادت بن جائے گی۔

نتیجہ: اس تحریر میں بیان کردہ اصولوں کو جو بھی اپنائے گا: فرد، خاندان، ملک وقوم.... تو ان شاءاللہ وہ دنیا میں ذلت سے بچ کر عزت سے جیئے گا۔ لہٰذا اگر آپ عزت ووقار سے جینا چاہتے ہیں تو پھر ان اہداف کو جانیں اور اپنالیں، ان شاءاللہ نتیجہ ضرور نکلے گا۔ یہ اہداف درج ذیل ہیں:

(1)۔ دیانتداری (Fairness)، (2)۔ محنت وکاوش (Struggle)، (3)۔ اہلیت (Ability)، اور (4)۔ خالق سے تعلق (تقویٰ ودعا)

(1)۔ دیانتداری (Fairness)

عزت سے جینے کیلئے دیانتدار بننا ہے، قول وفعل کے تضاد کو ختم کرنا ہے، اندر باہر سے ایک ہونا ہے۔ منافقت، دھوکے، ظلم، حق تلفی، ملاوٹ، بدیانتی اور جھوٹ کے ذریعے لوگوں کا نقصان کرنے سے............ مکمل اجتناب کرنا ہے۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ مال کی شدید محبت انسان کو مجبور کرتی ہے بددیانتی پر، لیکن اس سے بچنا ہے۔ دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اس تبدیلی کا آغاز

اپنی ذات سے کرنا ہے۔ بچنے کا واحد حل خدا خوفی یعنی اخروی محاسبہ ہے۔ دیانتداری پر قائم رہنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی حالات کا ادراک بھی ضروری ہے، تاکہ بڑے پیمانے پر حالات کے تناظر میں اپنا جائزہ اور محاسبہ کیا جاسکے۔

بددیانتی کا نتیجہ: اللہ کی تائید و نصرت ختم ہو جائے گی جب تک مکمل توبہ نہیں کر لیتے۔ معاشرے میں اعتبار ختم ہو جائے گا۔ جو کام بھی شروع کریں گے آہستہ آہستہ لپیٹا جائے گا۔ دھوکے سے انفرادی سطح پر وقتی فائدہ تو حاصل کیا جاسکتا ہے، لیکن قلبی اطمینان سے محرومی ہوگی اور معاشرہ شدید بحران اور استحصال کا شکار ہوگا۔ معاشرے کفر پر تو چل سکتے ہیں، لیکن مخلوق پر ظلم سے نہیں۔

(2)۔محنت و کاوش (Struggle)

عزت و وقار سے دنیا میں جینے کا دوسرا بڑا ہدف بھرپور ''محنت و کاوش'' کرنا ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھنا بلکہ محنت کرنی ہے، اپنے لئے، اپنے خاندان اور ملک و قوم کیلئے۔ آرام کیلئے جنت بنائی گئی ہے۔ یہاں بقدر استطاعت ہر کسی نے کوشش کرنی ہے، دنیا کیلئے بھی اور دین کے لئے بھی۔ اس ضمن میں بڑا سنہری ضابطہ دیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے، فرمایا:

(احرص علیٰ ماینفعک...واستعن باللہ.. ولا تعجَز...)

(مسلم کتاب القدر، رقم:6774)

''فائدے کیلئے حرص و کاوش کی جائے، پھر اللہ سے دعا کی جائے اور پھر (ان دونوں کاموں پر) عاجز نہ ہوا جائے (یعنی انہیں جاری رکھا جائے)۔''

اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے بعد جو نتیجہ نکلے وہ تقدیر ہے۔ اس پر پھر اگر مگر اور کفِ افسوس نہ کیا جائے، بلکہ اسے تسلیم کر کے بہتری کیلئے پھر سے کوشش شروع کر دی جائے۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو یوں اجاگر کیا:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

دین و دنیا دونوں کی کامیابی کیلئے کاوش و محنت بنیادی شرط ہے۔ اس تحریر کا تعلق چونکہ <u>دنیاوی زندگی</u> کی کامیابی کے ساتھ ہے، اسلئے یہاں محنت کے ضمن میں صرف دنیوی کامیابی کے تناظر میں ہی بات

کی جائے گی۔ چنانچہ دنیا میں عزت وخودداری سے جینے کیلئے ہمیں محنت وفکر کرنی ہے:

(۱)۔اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے، (۲)۔ہنر سیکھنے کیلئے، (۳)۔اپنے اپنے شعبے میں اہلیت وقابلیت پیدا کرنے کیلئے، (۴)۔رزق حلال کمانے کیلئے، (۵)۔حفاظتی اقدامات کوملحوظ رکھنے کیلئے، (۶)۔اپنی صحت کی حفاظت (متوازن غذااورواک، ورزش) کے ذریعے۔

(۷)۔اسراف اور بخل سے بچنے کی محنت: اللہ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں وہ بڑی قیمتی ہیں۔ایک سرسوں، گندم یا چاول کا دانہ ساری دنیا کے لوگ مل کرنہیں بنا سکتے۔پروردگار نے نعمتوں کو ضائع کرنے اورضرورت پر بھی استعمال نہ کرنے یعنی بخل کرنے سے منع کیا ہے۔ پروردگار نے اپنے پسندیدہ بندوں کی بابت فرمایا:

﴿ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴾

(سورہ فرقان:25:67)

''وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ تو بے جا اڑاتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں، بلکہ ان کا طرزعمل ان دونوں (انتہاؤں) کے مابین ہوتا ہے۔''

اگرہم اس عظیم اصول پرکاربند ہوجائیں۔ملک کا ایک ایک پیسہ سوچ سمجھ کرخرچ کریں۔ بلاضرورت وسائل کو نہ بہائیں،توہمارے کم وسائل بھی ہمیں کفایت کرسکتے ہیں۔

(۸)۔وقت کی قدر(Time Management) کیلئے: ایمان کے بعد دوعظیم نعمتیں:صحت و تندرستی اورفراغت یعنی وقت کا ملنا ہے۔ان عظیم نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ان کا متوازن استعمال کرتے ہوئے: عبادت،آرام،صحت،مطالعہ،کام کاج.....میں صرف کیا جائے۔دنیا و آخرت بنانے کا بہترین وقت صبح کا وقت ہے۔سحری کے وقت کو پایا جائے: عبادت،مطالعہ اور صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے۔صبح کا وقت جوانی کا جبکہ شام کا وقت بڑھاپے کا وقت ہے۔صبح کے وقت کو پانے کیلئے رات کوجلدی سویا جائے۔نبی کریم ﷺ کا معمول عشاء کے فوراً بعد سونا اورسحری کے وقت اٹھنا تھا۔غیر مسلم اقوام صبح کے وقت کو استعمال کررہی ہیں،جبکہ مسلمان اس عظیم دولت کوضائع کررہے ہیں۔

نوٹ: کافروں کا سارا وقت چونکہ صرف دنیا کیلئے ہے،اسلئے لامحالہ وہ دنیا کی ترقی میں بہت آگے

نکل جاتے ہیں۔ بہرکیف اہل ایمان نے ان سے مرعوب ہوکر دینی تقاضوں کو پسِ پشت نہیں ڈالنا، کیونکہ انسان کو محض دنیا کیلئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ دنیا تو ایک امتحان گاہ، گزرگاہ ہے۔ مرنے کے بعد اصل (ابدی) زندگی شروع ہونی ہے، جس کا دارومدار اِسی زندگی پر ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کو دین اور دنیا دونوں میں بیلنس قائم کرتے ہوئے دین کو اولین ترجیح پر رکھنا ہے۔ ان شاء اللہ دنیا کی کمی کو اس دنیا کا خالق پورا کرتا رہے گا۔ تاہم ترکِ دنیا بھی اسلام کا تقاضا نہیں۔

(3)۔اہلیت(Ability)

تیسرا تقاضا اپنے اندر مہارت، اہلیت، قابلیت، صلاحیت.... پیدا کرنا ہے۔ اس ضمن میں تین چیزیں ہیں: (۱)۔خداداد نعمتیں(God blessings)، (۲)۔علم (Knowledge) اور (۳)۔تجربہ(Practice/Experience) جو زیادہ سے زیادہ پریکٹس اور لگن سے حاصل ہوتا ہے۔ جو بھی کام کرنا چاہتے ہیں اسے اچھی طرح سیکھیں۔ مہارت اور تجربہ حاصل کریں۔ آپ جس شعبے کا بھی انتخاب کریں: معلم، حکمران، ڈاکٹر، حکیم، ٹیچر، انجنیئر ، تاجر، ڈرائیور، ملازم، معمار، درزی، چائے دان، باورچی....... پوری محنت سے اسے سیکھیں اور اپنے اندر بھرپور صلاحیت پیدا کریں۔ جتنی عمر رہ گئی ہے اسی میں اپنی ذمہ داری کو بہتر نبھانے کیلئے محنت شروع کردیں۔ اپنے بچوں میں لگن سے علم کے حصول کا احساس پیدا کریں، تاکہ وہ اپنے لئے، خاندان اور معاشرے کیلئے مفید ثابت ہوسکیں۔ محض امتحان پاس کرنے کیلئے نہیں، بلکہ علم کو سیکھنے کیلئے پڑھیں انشاء اللہ سرخرو ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں بھی اہلیت کی طرف یوں اشارہ ملتا ہے:

''لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، سو میں بھی ایک تیز سواری کیلئے نہیں ملتا۔''

(صحیح بخاری، رقم:6498)

مزید فرمایا:

''قوی (طاقت واہلیت والا) مومن، کمزور مومن سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔'' (مسلم کتاب القدر، رقم:6774)

اسباب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے بھی کام لینے کیلئے، انہیں مطلوبہ صلاحیتوں سے نوازا تھا:

☆ حضرت طالوت علیہ السلام کو جالوت کے مقابلے کیلئے دی جانے والی صلاحیت کو یوں بیان فرمایا:

﴿ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰهُ عَلَيۡكُمۡ وَ زَادَهٗ بَسۡطَةً فِى الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤۡتِىۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝ ﴾ (البقرہ:2:247)

''فرمایا: یقیناً اللہ نے (طالوت) کو فضیلت دی/چنا ہے تم پر فراوانی علم وعقل اور جسمانی طاقت میں۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور گہرے علم والا ہے۔''

☆ حضرت شعیب علیہ السلام کی بچیوں کی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانوروں کو پانی پلانے میں مدد کی اور انہیں باحفاظت انکے گھر تک پہنچا دیا، تو ایک بچی نے اپنے والد گرامی سے عرض کی:

﴿ قَالَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا يٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۖ اِنَّ خَيۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِىُّ الۡاَمِيۡنُ ۝ ﴾ (قصص:28:26)

''کہا ان میں سے ایک نے ابا ملازم رکھ لیجئے اسے، اسلئے کہ بہترین ملازم وہی ہوسکتا ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو''

یہ گھریلو ملازم کی بہترین صلاحیت ہے کہ امین ہو اور کام کرنے کی بھرپور سکت رکھتا ہو۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر سے وزیرِ خزانہ پر مامور ہونے کیلئے اپنی صلاحیت کو یوں بیان فرمایا:

﴿ قَالَ اجۡعَلۡنِىۡ عَلٰى خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّىۡ حَفِيۡظٌ عَلِيۡمٌ ۝ ﴾ (یوسف:12:55)

''یوسف نے کہا مامور کردو مجھے ملک کے خزانوں پر، بے شک میں حفاظت کرنے والا اور علم رکھنے والا ہوں''

بغیر اسباب (مافوق امور: معجزہ، کرامت) کے ذریعے بھی اللہ کی مدد کی کئی مثالیں قرآن میں موجود ہیں، لیکن یہ اس زندگی کا عمومی ضابطہ نہیں۔ یہاں عمومی قانون تحت الاسباب ہی ہے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں عزت سے جئیں، تو ہمیں مطلوبہ صلاحیتیں حاصل کرنے کیلئے بھرپور کاوش سے

پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔

عدم صلاحیت کا نتیجہ: انفرادی اور اجتماعی طور پر دنیاوی زندگی کا تنزل۔اگر کوئی شخص ایماندار تو ہے، لیکن اہل (Able) نہیں تو دنیا میں غیر مفید ہوگا۔آخرت میں تو معاملہ اعمال کے لحاظ سے ہوگا ۔تاہم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں: ذہانت، صلاحیت، وقت...... کے استعمال کے بارے میں بھی ہم سے پوچھا جائے گا۔لہٰذا ان نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اپنی، اپنے خاندان اور اپنے ملک وملت کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے انہیں بھرپور استعمال کرنا چاہئے ،تاکہ مسلمان بھیک مانگنے کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکیں۔

(4)۔خالق سے تعلق (تقویٰ ودعا)

خالق سے تعلق اور اُسکی تائید ونصرت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔دنیا کو اگرچہ خالق نے اسباب کے تابع کیا ہے ،لیکن یہ اسباب بھی اُسی کے حکم سے جاری وساری ہیں۔لہٰذا حقیقی معنوں میں دنیا میں سرخروئی کیلئے خالق سے شرک سے پاک مظبوط تعلق ناگزیر ہے،تاکہ ہماری فریادیں اسکی بارگاہ میں مقبول ہوسکیں۔

تقویٰ ودعا کا باہمی ربط: دعا کی قبولیت کا تعلق اللہ کی فرمانبرداری کے ساتھ مشروط ہے۔اللہ کی نافرمانی وبغاوت کی صورت میں اسکی تائید ونصرت خام خیالی ہے۔اسلئے اللہ سے کامیابی کی دعا کیلئے ''تقویٰ'' کی راہ پر گامزن ہونا ضروری ہے۔اللہ کی تائید ورحمت اور دنیا وآخرت کی سعادتوں کا دارومدار تقویٰ پر منحصر ہے۔تقویٰ محض عبادت کا نام نہیں، بلکہ اللہ کی ہر نافرمانی ومعصیت سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔اگر کوئی شخص بہت عبادت گزار ہو،لیکن معاملات میں امانت داری نہ ہو، اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ نہ ہو،خوداری نہ ہو، اخلاقی رویے درست نہ ہوں...... تو قرآن حکیم کی تعلیمات کی رُو سے یہ تقویٰ کا ادھورا اور ناقص تصور ہے، جو قابل قبول نہیں۔

خالق سے تعلق کیوں ضروری؟: ہر چیز کا وجود اللہ ہی کی وجہ سے قائم ہے۔یہ کائنات اسی کی توجہ سے رواں دواں ہے۔صرف کشش ثقل ہی ختم ہوجائے تو زمین پر کسی چیز کا وجود نہ رہے۔اللہ کی مدد کے بغیر ہم ایک بات بھی نہیں کرسکتے ،ایک سانس بھی نہیں لے سکتے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَ لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَھُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا۝﴾ (فاطر،آیت:41)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تھامے ہوئے ہے زمین و آسمان کو کہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں۔اور اگر وہ سرکنے لگیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اس اکیلے اللہ کے بعد، بے شک وہ بڑا حلیم اور بخشنے والا ہے۔''

انسان کی عقل ناقص ہے۔سب تدبیریں اختیار کر کے بھی انسان اللہ کے فیصلوں کے سامنے بے بس ہے۔آفات و بلیات، بیماریاں،زلزلے، حادثات......کے سامنے انسان بے بس ہے۔موجودہ دور میں تو کرونا نے ہی انسان کا جینا مشکل کر دیا ہے۔تاہم دنیا کے وقتی فائدے حاصل کر بھی لیں تو اللہ کے بغیر سکون واطمینان نہیں مل سکتا۔اللہ کے فیصلوں کے سامنے دنیا جہاں کی ترقی ریت کا ڈھیر ہے۔اسلئے اللہ کے ساتھ وابستہ رہے بغیر چارہ نہیں۔

<u>دوغلطیاں:</u> اس ضمن میں لوگ عام طور پر دوغلطیاں کرتے ہیں:

<u>پہلی غلطی:</u> کچھ کئے بغیر صرف دعا پر انحصار کرنا۔اللہ اسباب کا محتاج نہیں وہ بغیر اسباب کے بھی سب کچھ عطا کر سکتا ہے،لیکن دنیا میں یہ عمومی قاعدہ وقانون نہیں۔یہاں اس نے کامیابی کو محنت کے ساتھ جوڑا ہے،جیسا کہ پیچھے بھی نبی کریم ﷺ کی نصیحت کو واضح کیا گیا:

''فائدے کیلئے حرص وکاوش کی جائے، پھر اللہ سے دعا کی جائے اور پھر (ان دونوں کاموں پر)عاجز نہ ہوا جائے (یعنی انہیں جاری رکھا جائے)۔''(مسلم کتاب القدر،رقم:6774)

اسکے بعد جو نتیجہ نکلے وہ تقدیر ہے(ولکن قدّر اللہ)۔اب اس پر واویلہ کرنا، اگر مگر کرنا عملِ شیطان کو کھول دیتا ہے۔

<u>دوسری غلطی:</u> اسباب کو حرف آخر سمجھتے ہوئے،اللہ سے بے نیاز ہو جانا،اللہ کو بھول جانا، جو کہ شیطان کی راہ ہے۔سارے اسباب پورے کر کے بھی نتیجہ خلاف توقع آ سکتا ہے۔اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی یوں فرمائی:

﴿ وَ لَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۝ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ﴾

(سورہ کہف:18:23-24)

''اور کبھی نہ کہو کسی چیز کے بارے میں کہ کل میں یہ ضرور کروں گا، مگر یہ کہ اگر چاہے اللہ''

اسکا یہ مطلب بالکل بھی نہیں کہ کچھ کئے بغیر انشاء اللہ کہنا ہے، جو کہ اس وقت مسلمانوں نے اپنا وطیرہ بنالیا ہے۔ جو کام نہ کرنا ہو اس پر انشاء اللہ کہہ دیتے ہیں۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ (آمین)

ان چار لوازم کو مظبوطی سے پکڑ لیں گے، تو انشاء اللہ عزت ووقار سے جئیں گے۔ جو بھی فرد، خاندان، معاشرہ.... انہیں اپنائے گا، ان شاء اللہ نتیجہ ضرور پائے گا۔ اسلئے اُٹھیں اپنے لئے، اپنے خاندان، معاشرے اور ملک کی عزت وخوشحالی کیلئے اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلیئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل (حصہ اول، دوم)
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلیئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتل ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت واصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ وتقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلیئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	صحبت وماحول کا جادو
27	غایتِ صلوٰۃ (نماز کا مقصد)	28	مال واسباب کا دھوکہ
29	کامیاب خوددار دنیاوی زندگی کا راستہ	30	

﴿آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلیئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلیئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔